بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين، نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

17-شرح العقيدة الواسطية

العقیدۃ الواسطیۃ الشیخ الاسلام امام ابو العباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ۔ پچھلے درس میں ہم اس جملے پر پہنچے تھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں" ولا يحرفون الكلم عن مواضعه"۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے تعلق سے شیخ الاسلام بیان فرمارہے ہیں عقیدۃ الواسطیۃ میں، فرماتے ہیں" ولا يحرفون الكلم عن مواضعه"(اور نہیں تحریف کرتے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کو اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اپنی جگہ سے (یعنی تحریف سے کام نہیں لیتے))۔

اس جملے کے تعلق سے فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس میں لفظ"الكلم" جو ہے یہ اسم جمع ہے کلمۃ کا اور اس سے مراد ہے" كلام الله وكلام رسوله صلى الله عليه وسلم" (اللہ تعالیٰ کا پاک کلام یعنی قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان)" لا يحرفونه عن مواضعه أي: عن مدلولاته"(جو بھی دلالت ہے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی اس میں تحریف نہیں کرتے اور اسے من و عن سے تسلیم کرتے ہیں)۔

مثال کے طور (شیخ صاحب فرماتے ہیں) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾ (بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں) (المائدۃ:64)، اور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے اس آیت کے تعلق سے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جو ہے وہ حقیقی ہاتھ ہے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ہاتھ ثابت ہے بغیر کیفیت بیان کرنے کے اور بغیر مثلیت بیان

کرنے کے لیکن جو تحریف سے کام لیتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ہاتھ سے مراد اللہ تعالیٰ کی قوت ہے یا نعمت ہے (یعنی انہوں نے تحریف سے کام لیا ہے)۔

یہاں پر کلم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا یہ پاک کلام ہے ﴿بَلۡ یَدٰهُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ﴾۔

قاعدہ کیا ہے؟ اہل سنت والجماعت اس باب میں تحریف سے کام نہیں لیتے۔

اہل بدعت کا کیا طریقہ ہے؟ تحریف سے کام لیتے ہیں۔

اہل بدعت نے کیسے تحریف کی ہے؟ کہتے ہیں عربی زبان میں ہاتھ کا معنی طاقت اور قدرت کے لیے استعمال بھی ہوتا ہے اور نعمت کے لیے استعمال بھی ہوتا ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر اس آیت کریمہ میں ید سے مراد جو ہے وہ حقیقتاً ید نہیں ہے (ہاتھ نہیں ہے) بلکہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت اور نعمت ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ طاقت اور چیز ہے اور ہاتھ اور چیز ہے، نعمت اور چیز ہے ہاتھ اور چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کو من و عن سے تسلیم کرتے ہوئے تحریف سے کام نہیں لیتے کیونکہ تحریف جو ہے وہ یہودیوں کا طریقہ رہا ہے ہمیشہ سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿مِنَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا یُحَرِّفُوۡنَ الۡکَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ﴾إلی آخر الآیۃ (النساء:46)، پس جس نے بھی قرآن مجید کی آیات اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں (یعنی نصوص میں) تحریف سے کام لیا ہے تو اس نے یہودیوں سے مشابہت کی ہے تو اس لیے خبردار ہیں اور ان سے مشابہت نہ کریں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے اور ان میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر اور خنزیر (نعوذ باللہ) اور عبد الطاغوت جو ہے مسخ کر کے بنایا ہے، کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے پاک کلام اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں تحریف سے کام نہ لیں بلکہ جو بھی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں (یعنی قرآن مجید میں) اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں اسی کے مطابق اس کی تفسیر کرنی ہے اور معنی بیان کرنا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ سے یہ بات منقول ہے کہا جاتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "آمنت باللہ وبما جاء عن اللہ علی مراد اللہ" (میں ایمان لاتا ہوں اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے (یعنی قرآن مجید ہے) "علی مراد اللہ" (اللہ تعالیٰ کی مراد کے مطابق) "وآمنت برسول اللہ وبما جاء عن رسول اللہ علی

مراد رسول اللہ“ (اور میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں ملا ہے اس پر بھی ایمان ہے)”علی مراد رسول اللہ“ (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کے مطابق)۔

یعنی تحریف کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ جتنی بھی تعطیل ہے ان سب کی نفی ہے۔ تعطیل کی نفی ہے (انکار کبھی نہیں ہو سکتا) کیونکہ جب ایمان ہے تو انکار کہاں پر ہے؟! تکییف کا بھی (کیفیت بیان کرنے کا بھی) اس جملے میں انکار ہے نفی ہے، اسی طریقے سے تحریف کی بھی نفی ہے، تمثیل کی بھی نفی ہے (سبحان اللہ)۔ جب ایمان اللہ تعالیٰ پر ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمیں ملا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے "علی مراد اللہ وعلی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تو باقی کیا رہا ہے؟! اصل بات یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں اصل معنی کیا ہے اور مراد کیا ہے، اس کی دلیل تو ہے لیکن مدلول کیا ہے دلالت کس چیز کی طرف ہے اس آیت میں۔

﴿بَلۡ يَدَاهُ مَبۡسُوطَتَانِ﴾ مثال ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی نفی ہے یا اثبات ہے؟ تو نفی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب آپ اپنا ایمان مضبوط کریں گے اور صحیح رکھیں گے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام پر بھی ایمان ہے ”علی مراد اللہ“ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہے) تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے طاقت اور قدرت ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت ایک یا دو ہیں؟ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی ایک یا دو ہیں؟ یہاں پر دو ہیں ﴿يَدَاهُ﴾ مثنّٰی ہے تثنیۃ ہے کہ نہیں؟

﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعۡمَةَ اللَّهِ لَا تُحۡصُوهَا﴾ (النحل:18)، ﴿نِعۡمَةَ اللَّهِ﴾ "المفرد المضاف یفید العموم" ﴿لَا تُحۡصُوهَا﴾ (احصاء نہیں کر سکتے)۔ تو پھر دو کہاں سے آ گئے؟!

تو یقیناً اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی مراد طاقت اور قدرت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ عربی زبان کے اصول کے مخالف ہے اور یہ ناممکن ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں جس زبان میں اس قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے اسی کی

مخالفت کرے، نا ممکن ہے! تو اس لیے یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھیں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول جو ہے" آمنت بالله وبما جاء عن الله على مراد الله وآمنت برسول الله وبما جاء عن رسول الله على مراد رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔

اور یہ جملہ ہے جو جملہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بیان کیا ہے یہ نفی ہے تحریف کی" ولا يحرفون الكلم عن مواضعه" اصل میں قرآن مجید کی سورۃ النساء کی اس آیت سے لیا گیا ہے کہ یہودیوں کا یہ طریقہ ہے ﴿مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ (یہ یہودیوں کا طریقہ ہے کہ تحریف سے کام لیتے ہیں)۔ تورات میں تحریف کردی ہے (اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف کردی ہے)!۔

اور اہل بدعت میں جس نے بھی تحریف سے کام لیا ہے اللہ تعالیٰ کے پاک کلام میں تو اس میں ان یہودیوں سے مشابہت ضرور ہے اس لیے خبردار رہنا چاہیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں)۔

پھر دوسری بات ہے" ولا يلحدون في أسماء الله وآياته"۔ یہ تو پتہ چل گیا کہ تحریف سے کام نہیں لیتے پھر اور بھی نفی ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگلا جملہ" ولا يلحدون في أسماء الله وآياته"(اور نہیں الحاد سے کام لیتے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اور آیات میں)۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پہلے لفظی معنیٰ کیا ہے پھر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا یہ قول جو ہے" ولا يلحدون ... أي: أهل السنة والجماعة"(اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ الحاد سے کام نہیں لیتے)۔ الحاد کا معنیٰ کیا ہے لغت میں؟"الميل" (یعنی راہ راست سے ہٹ جانے کو)۔ المیل کہتے ہیں ایک اگر سیدھا راستہ ہے اس سے ہٹ کر اگر آپ دور ہو جاتے ہیں اسے میل کہتے ہیں اور اللحد کا لفظ جو ہے اسی سے لیا گیا ہے قبر میں لحد جو ہوتا ہے۔

((آپ قبر سیدھی بناتے ہیں قبر کھودتے ہیں پھر لحد اس کے (شِق سیدھا ہوتا ہے) ساتھ جو آپ جگہ بناتے ہیں سائیڈ پر یہ سیدھے راستے سے آپ ہٹ کر سائیڈ پر کر دیتے ہیں تو اسے لحد کہتے ہیں یہ اسی لفظ سے لیا گیا ہے))۔

کیونکہ ایک جانب جو ہے نا ہوتا ہے لحد جو ہے اور جو درمیان میں ہوتا ہے اسے شِق کہتے ہیں اور قبر کے اعتبار سے) شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ لحد جو ہے وہ شِق سے افضل ہے شِق جو آپ سیدھی قبر کھودتے ہیں

بس (یہ بھی طریقہ ہے دفن کرنے کا میت کو، دوسرا ہے آپ سیدھا کھودتے ہیں پھر ساتھ میں لحد بنادیتے ہیں اور یہ لحد جو ہے وہ شِق سے افضل ہے)۔

((تو یہ لفظی معنی ہے الحاد کا))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اور آیات میں الحاد سے کام نہیں لیتے تو الحاد کی دو جگہوں پر نفی ہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں بھی الحاد نہیں ہے اور اس کی دلیل جو ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الاعراف:180)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ (اللہ تعالیٰ کے پیارے نام ہیں) ﴿فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ (پس اللہ تعالیٰ کو ان ناموں سے پکارو) ﴿وَذَرُوا﴾ (اور ان لوگوں سے دور رہو (چھوڑ دو ان کو)) ﴿الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ﴾ (ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں (ناموں میں) الحاد سے کام لیتے ہیں (الحاد کرتے ہیں)) ﴿سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (عنقریب ان کو اس کی سزا ملے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں "فأثبت الله الإلحاد في الأسماء" (کہ اللہ کے ناموں میں الحاد بھی ہوتا ہے (جس سے ہمیں منع کیا گیا ہے کہ الحاد سے کام نہیں لینا ہے))۔

اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾ (بے شک وہ جو ہماری آیتوں میں الحاد سے کام لیتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں) (فصلت:40)، تو اس آیت میں (اللہ تعالیٰ کی آیات میں) الحاد بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں بھی الحاد ہوا ہے اور لوگ کرتے ہیں۔

تو آیئے دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کیسے کیا جاتا ہے اس کی چند قسمیں ہیں:

1-سب سے پہلی قسم جو ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں (اللہ تعالیٰ کے اسماء میں) الحاد شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام سے موسوم کرے جو نام اللہ تعالیٰ کا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نام قرآن مجید میں اور صحیح حدیث میں موجود ہیں۔

ہمیں کہاں سے پتہ چلا کہ رحمٰن اللہ تعالیٰ کا نام ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے وحی سے پتہ چلا ہے کیونکہ اس کا تعلق علم غیب سے ہے اور علم غیب کا ایک ہی ذریعہ ہے جاننے کا اور وہ ہے وحی۔ وحی "قال اللہ وقال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے۔

تو جو سب سے پہلا قاعدہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نام اور صفت پر ہمارا ایمان ہے جو قرآن مجید اور صحیح حدیث میں ثابت ہوئی ہے اور جو بھی نام یا جس نام کی دلیل نہیں ہے یا جو نام قرآن اور سنت میں نہیں ہے اس نام کو ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الحاد ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں۔

تو سب سے پہلی صورت سب سے پہلی قسم جو ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں جو الحاد ہے وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا نام ایجاد کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے جس کی دلیل نہیں ہے (بغیر دلیل کے اللہ تعالیٰ کے نام کو ثابت کرنا یوں کہہ سکتے ہیں آپ مختصراً) جیسا کہ فلاسفہ نے کہا ہے کہ "علة فاعلة" یہ نام رکھ دیا اللہ تعالیٰ، یا نصاریٰ نے کہا کہ اَب ہے (Father) جسے کہتے ہیں یا باپ۔ تو قرآن میں ہے؟ حدیث میں ہے؟ نہیں ہے۔ تو اپنی طرف سے یہ نام گھڑ لیا ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو بیٹا بھی کہتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

یہ تمام چیزیں جو ہیں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام جو ہیں وہ توقیفی ہیں یعنی بغیر دلیل کے کوئی نام ثابت نہیں کیا جا سکتا اور جس نے بھی اس قاعدے کی مخالفت کی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد سے کام لیا ہے (نعوذ باللہ)۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوء اُدب بھی ہے (بے ادبی بھی ہے) اور ظلم وعدوان بھی ہے اللہ تعالیٰ کے حق میں کیونکہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آپ کو آپ کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارے کیسا لگے گا آپ کو؟! وہ نام جو آپ کا ہے جو آپ کی پہچان ہے جو آپ کے والدین نے آپ کا نام رکھا ہے (ہمارا نام ہماری

پہچان ہوتی ہے) وہ جانتے بھی ہیں کہ آپ کا یہ نام ہے اس کو چھوڑ کر کسی اور نام سے وہ آپ کو پکارتا ہے اچھا لگے گا؟! (سبحان اللہ)۔

تو اللہ تعالیٰ کا زیادہ حق ہے اور اس میں اعتدی ہے۔ اگر کوئی آپ کو کسی اور نام سے پکارتا ہے جو آپ کا نام نہیں ہے تو یہ آپ کے حق میں ظلم اور اعتدی ہے ظلم اور زیادتی ہے تو پھر خالق کا کیا کہنا؟! اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حق میں یہ ظلم اور زیادتی اور بہت زیادہ خطرناک ہے۔

تو قاعدہ یہ ہے کہ کسی کا کوئی حق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بھی ایسا نام بیان کرے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد سے کام لیا ہے اس لیے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی نام رکھ سکتے ہیں بشر طیکہ خوبصورت اور اچھا نام ہو اس پہلے قاعدے کی نفی ہے۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ دیکھیں کوئی داعی ہو یا کوئی طالب علم ہو یا کوئی بھی شخص ہو اگر وہ دین کی بات کرنا چاہتا ہے تو پھر اسے اصول سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ یا کوئی بھی سائنس لے لیں آپ اگر آپ اس سائنس میں اس علم میں آپ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اصول سے علم حاصل کرنا پڑے گا جو بھی بنیادی قواعد ہیں اور ہر سائنس کے موجود ہیں اور ہر علم اور سائنس کی بقاء اسی اصول کی بنیاد پر قائم ہے۔

جو بھی بغیر اصول کے آپ دیکھیں کہ کوئی علم ہے تو وہ ختم ہو جاتا ہے رہ نہیں سکتا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اس کے اصول ہی نہیں ہیں ہر بندہ اپنی مرضی سے کام لیتا رہے گا اور بات کرتا رہے گا تو پھر اصول کے بغیر جو علم ہے وہ علم ہی نہیں ہوتا اس کا فوراً خاتمہ ہو جاتا ہے، لیکن جو علم اصول کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے وہ ہمیشہ پائیدار رہتا ہے اور شریعت کے اصول سے بڑھ کر کوئی اصول ہے نہیں کیونکہ یہ اصول قرآن مجید اور صحیح حدیث سے لیے گئے ہیں۔

اور اسماء و صفات کے باب میں میں بار بار یہی کہتا ہوں طالب علم کو خاص طور پر عقیدے کے اُمور میں کہ اصول سے علم حاصل کریں۔ اس لیے جو علماء ہیں وہ کہاں سے شروع کرتے ہیں؟ چھوٹی سی کتابوں سے شروع کرتے ہیں جیسے "الأصول الثلاثة" (تین بنیادی اصول)۔ اصول کیوں کہتے ہیں؟! اگر آپ نے توحید اور شرک کو سمجھنا ہے اور آپ نے تین بنیادی اصول نہیں سمجھے شرک کہاں سمجھیں گے آپ؟! آپ دیکھیں کہ کتنی بڑی بڑی پگڑیوں والے بڑی داڑھی

والے داڑھی پگڑی کوئی قصور نہیں ہے لیکن اکثر جواُن سے بہت بڑی غلطیاں ہوتی ہیں اس باب میں (توحید اور شرک کے باب میں) کہ قبر کا طواف بھی کرتے ہیں کہتے ہیں یہ عین توحید ہے! اصول کہاں ہیں؟! اگر ان لوگوں نے اصول کو سمجھا ہوتا اور صرف یہ چھوٹا سا کتابچہ پڑھ لیا ہوتا زندگی میں ایک بار تو یہ کبھی بھی جسارت نہ کرتے اور کبھی اتنی بڑی غلطی نہ کرتے اللہ تعالیٰ کے حق میں۔﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ (لقمان:13)، سب سے بڑے ظلم کا ارتکاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ عین توحید ہے! (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)۔

دیکھ لیں مزاروں پر کیا ہوتا ہے وہ کون سا اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو ان بزرگوں کو نہیں دیا جاتا! ان بزرگوں کے نام پر شرک کیا جا رہا ہے۔ طواف ہوتا ہے، نماز ہوتی ہے، دعا ہوتی ہے پکار ہوتی ہے، استغاثہ ہوتا ہے، نذر و نیاز ہوتی ہے، منتیں ہوتی ہیں، اعتکاف ہوتا ہے، قربانیاں ہوتی ہیں اللہ کے لیے کیا چھوڑا ہے؟! اور پھر یہ کہا جائے گا یہ عین توحید ہے تو شرک پھر کسے کہا جاتا ہے؟!

اور جس نے بھی اسماء وصفات کے باب میں غلطی کی ہے ٹھوکر کھائی ہے وجہ کیا ہے؟ کہ اصول علم نہیں ہے۔ میرے بھائی! یہ سب سے پہلا قاعدہ اگر پڑھ لیتے یہ پتہ ہوتا کہ الحاد ہوتا کیا ہے۔ دیکھیں ہم کس کی بات کر رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ایک حق جو بنیادی حق ہے اسماء وصفات کا باب، اسماء وصفات کی توحید ویسے ہی اہمیت رکھتی ہے جیسا کہ توحید ربوبیت توحید الوہیت ہے (تین قسم کی توحید ہے) اور جس نے بھی ٹھوکریں کھائی ہیں توحید کے کسی حصے میں دیکھ لیں کہ جو اس کی اساس ہے علم کی وہ ہلی ہوئی ہے (سوال ہی نہیں پیدا ہوتا وہ اس میں اساس جو ہے بنیادی ہو مضبوط ہو)۔ اگر یہ سب سے پہلا قاعدہ پڑھ لیا ہوتا تو کبھی کبھی کہنے والا یہ نہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی بھی پیارا نام رکھ دو کوئی حرج نہیں ہے (بشرطیکہ پیارا ہونا چاہیے بس، سبحان اللہ)۔

2- دوسری قسم یا دوسری صورت اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کی شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا انکار کر دینا (جو نام ثابت ہے اس کا انکار کرنا یہ پہلی صورت کے برعکس ہے)۔

پہلی صورت میں کیا ہے؟ کہ اپنی طرف سے کوئی نام گھڑ لینا بغیر دلیل کے۔ دوسری صورت کیا ہے الحاد کی؟ کہ جو نام ثابت ہے اللہ تعالیٰ کا اس نام کا انکار کر دینا چاہے اس نے مکمل انکار کیا ہو تمام ناموں کا یا اُن میں سے بعض کا انکار کیا ہو تو

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کی ایک صورت ہے۔ الحاد کی وجہ اس میں کیسی ہے ؟ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ایک نام ثابت کیا ہے تو ہم پر واجب یہ عائد ہوتا ہے کہ ہم اسے من و عن سے تسلیم کریں اسے ثابت کریں، اور ہم اس کی نفی کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں الحاد ہو گا۔

کچھ ایسے لوگ ہیں جیسا کہ غلاۃ الجہمیۃ جنہوں نے تمام ناموں کا انکار کیا ہے (اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نام ہیں سب کا انکار کیا ہے) اور انہوں نے یہ کہا ہے ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نام بھی نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی ان کو ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نام کو ثابت کر دیتے ہیں تو اس سے جو موجودات ہیں مخلوقات ہیں ان سے مشابہت لازم آتی ہے، اور یہ بات معروف ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ باطل ہے اور مردود ہے۔

3- تیسری صورت تیسری قسم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کی کہ جو بھی ان ناموں میں (اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اسماء میں) صفات موجود ہیں اُن کا انکار کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کو ثابت تو کرنا ہے مان لینا ہے (وہ بھی اپنی مرضی سے اپنی عقل کی بنیاد پر یعنی) لیکن جو صفت اس نام کے اندر موجود ہے اس کا انکار کرنا ہے۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے لیکن بغیر کے (سنتا نہیں ہے)۔

سمیع نام ہے سمع صفت ہے فرق کیا ہے سمیع میں اور سمع میں ؟ سمیع نام ہے اللہ تعالیٰ کا، رحیم نام ہے، رحمٰن نام ہے، غفور نام ہے (اللہ تعالیٰ کے نام ہیں) صفت کیا ہے ان کے اندر ؟

سمیع میں صفۃ السمع ہے سننے کی صفت ہے، بصیر نام ہے صفت بصارت ہے دیکھنے کی، غفور نام ہے مغفرت صفت ہے، رحمٰن اور رحیم نام ہیں دونوں صفت رحمت کی ہے۔

تو انہوں نے کہا کہ ہم نام تو مان لیتے ہیں لیکن صفت نہیں مانتے اور یہ طریقہ جو ہے معتزلہ کا طریقہ ہے انہوں نے عقل سے کام لیا۔ بلکہ یہ بات ہی غیر معقول ہے کیسے ممکن ہے کہ کوئی سمیع بغیر سمع کے ہو ؟! سمیع اسے کہتے ہیں جس کا سمع ہونا اسے سمیع کہتے ہیں نا، آپ نے سمع کو نکال دیا ہے بغیر سمع کے سمیع ثابت کرنے کی کوشش کی ہے !

وہ کہتے ہیں نام تو صرف "أعلاماً محضة" ہے صرف پہچان کے لیے ہے بس اُس کی صفت ہے ہی نہیں۔

یعنی سمیع حقیقتاً سمیع اور چیز ہے علیم اور چیز ہے، رحمٰن اور چیز ہے غفور اور چیز ہے، سب مختلف ہیں نا ان سب میں معنی جو ہیں مختلف پائے جاتے ہیں سب مختلف نام ہیں۔ اُن کے نزدیک السمیع اور العلیم اور الغفور الرحیم سب ایک ہیں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ فقط أعلام ہیں (پہچان کے لیے)۔

اور یہ ساری باتیں جو ہیں غیر معقول ہیں وہ عقل سے کام لیتے، تو اس لیے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہمارا یہ عقیدہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں پر اگر ایمان رکھنا ہے تو اس وقت تک یہ ایمان مکمل نہیں سکتا یا صحیح نہیں ہو سکتا جب تک کہ جو بھی صفت اس نام کے اندر موجود ہے اسے ثابت نہ کیا جائے۔

اور پھر (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ناموں کی دلالت کیسے ہوتی ہے؟ کسی بھی عربی زبان میں جو بھی اسماء ہیں (جو نام ہیں) عمومی طور پر اللہ تعالیٰ کے اسماء کے علاوہ جو اسم ہے جو اس کی دلالت ہوتی ہے وہ تین قسم کی ہے:

۱-ایک ہے "دلالة مطابقة"۔

۲-دوسری "دلالة تضمن"۔

۳-تیسری "دلالة التزام"۔

یعنی مثال کے طور پر جب میں کہتا ہوں "هذا بيت" (یہ گھر ہے "بیت") اور پھر جب میں کہتا ہوں اس کے گھر کے اندر یہ جو کمرہ ہے جو کچن ہے جو ڈرائینگ روم ہے یہ اس گھر کا حصہ ہے۔ جب پورے گھر کی بات کرتے ہیں تو یہ دلالت مطابقۃ ہے، جب کچن کی یا ڈرائینگ روم کی بات کرتے ہیں یہ دلالت تضمن ہے اس کے اندر شامل ہے متضمن ہے، اور جب اس میں یہ کہتے ہیں کہ اس گھر کو بنانے والا بھی کوئی انجینئر آرکیٹیکٹ کوئی ہے تو یہ دلالت التزام ہے۔

یعنی جب آپ کوئی گھر دیکھتے ہیں تو اس میں آپ کہتے ہیں کہ اس گھر کو بنانے والا بھی کوئی شخص موجود ہے صحیح ہے یا غلط ہے؟ گھر میں تو نہیں لکھا ہوا کہ کس نے بنایا ہے گھر سے اس بنانے والے کا کیا تعلق ہے آپ نے صرف گھر دیکھ کر بتایا ہے کہ اس کا بنانے والا بھی ہے۔ میرے بھائی! اسے کہتے ہیں دلالت التزام کہ یہ لازم ہے اور عقلاً ناممکن ہے کہ گھر ہے اور اس کا بنانے والا کوئی نہ ہو۔

تو دلالت مطابقۃ جو ہے اس کا معنی ''دلالة اللفظ علی جمیع مدلوله'' (جو بھی اس لفظ کی دلالت ہے اس کی مکمل دلالت پر جو لفظ ہے اسے مطابقت کہتے ہیں)۔ تو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہر نام جو ہے اس میں صفت موجود ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا نام ''اللہ'' ہے الرحمٰن مطابق ہے اللہ وہی رحمٰن تو ہے، الرحیم مطابق ہے، الغفور وہی اللہ ہے۔ سب دلالت کیا ہے؟ مطابقۃ ہے۔

تضمن کیا ہے؟ ''دلالة اللفظ علی بعض مدلوله'' (ایک لفظ کی جو دلالت ہے اس میں بعض جو ہے مدلول ہے اسے کہتے ہیں دلالت تضمن)۔ اللہ تعالیٰ کی اسم ذات الگ ہے اور جو صفت ہے اس کے اندر وہ الگ ہے اب صفت جو ہے وہ تضمن ہے اس نام کے اندر۔

اور التزام کیا ہے؟ کہ دلالت کسی باہر چیز کو لازم کر دیتی ہے جو اس کے اندر نہ ہو اسے التزام کہتے ہیں مثال کے طور پر ''الخالق'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر دلالت کرتا ہے اور صفۃ الخلق کی دلالت بھی ہے۔ ذات پر دلالت کرتا ہے اللہ خالق ہے کون سی دلالت ہے یہ؟ مطابقۃ۔ اور خلق کی صفت تضمن ہے متضمن ہے اور اس میں اگر آپ کہتے ہیں کہ علیم بھی ہے اس میں شامل ہے؟ الخالق میں علیم تو نہیں ہے لیکن دلالۃ الالتزام ہے کہ علم ہے تو پیدا کیا ہے خلق کیا ہے۔ قدیر ہے کہ نہیں؟ قدرت بھی آگئی ہے۔ ارادہ ہے کہ نہیں؟ اس کا مطلب ہے ارادہ بھی آگیا ہے۔ یہ ساری چیزیں کہاں پر ہیں؟ یہ دلالۃ الالتزام ہے (سبحان اللہ)۔

ہم اسماء وصفات کی بات کر رہے ہیں الخالق ہے خلق تو آگیا خالق کے لفظ میں اب العلم اور قدرۃ یہ صفت کہاں ہے اس کے اندر ہے؟ خالق کے نام میں تو نہیں ہے۔

دیکھیں ''اللہ'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے الخالق بھی اللہ تعالیٰ کا نام ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟ الخالق دلالت کیا ہے اللہ تعالیٰ کے نام کے لیے؟ مطابقۃ ہے۔ الخالق، الرازق، الرزاق، العلیم سب مطابقۃ ہے مطابقت ''دلالة علی جمیع معناه''۔

صفۃ الخلق متضمن ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اور بھی مختلف صفات ہیں تو متضمن ہے۔ العلیم تو اس میں موجود ہی نہیں ہے خالق کے لفظ میں علیم ہے؟ علم کا معنی ہے؟ اس کے لفظ میں تو نہیں ہے نا لیکن یہ لازم ہے جو خالق ہے وہ عالم بھی ہوگا

وہ علیم بھی ہو گا، جو خالق ہے وہ طاقت بھی رکھتا ہو گا پیدا کرنے کی (نہیں!)، وہ سمیع بھی ہو گا، وہ بصیر بھی ہو گا (سبحان اللہ)۔ یہ کیا ہے ؟ دلالۃ الالتزام ہے یہ۔

تو اس لفظ سے جیسا کہ میں نے گھر کہا ہے گھر کا بنانے والا التزام ہے کہ نہیں ؟ یہاں پر اگر پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو تو بغیر علم کے کیسے پیدا کیا ہے ؟ بغیر ارادے کے کیسے پیدا کیا ہے ؟ بغیر قدرت کے کیسے پیدا کیا ہے ؟ تو دلالۃ الالتزام اسے کہتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص بھی ان دلالات میں سے جن کا ذکر کیا گیا ہے ایک کا بھی انکار کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد سے کام لیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میں یہ مانتا ہوں اللہ تعالیٰ خالق ہے لیکن یہ نہیں مانتا کہ صفۃ الخلق ہے اللہ تعالیٰ کی الحاد ہے کہ نہیں ؟ الحاد ہے۔ اگر یہ کہتا ہے کہ میں یہ مانتا ہوں اللہ تعالیٰ خالق ہے اور یہ بھی مانتا ہوں کہ صفۃ الخلق بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی صفۃ العلم اور قدرت کا انکار کرتا ہے یہ الحاد ہے کہ نہیں ؟ یہ خالق ہے تو پھر علم اور قدرت کا کیسے انکار کر سکتا ہے کیونکہ خالق تو ممکن ہی نہیں ہے بغیر علم اور قدرت کے ! (سبحان اللہ) یہ بھی الحاد ہے۔

تو ہمارے اوپر یہ لازم ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ناموں میں جو بھی دلالت ہے سب پر ہمارا ایمان ہے اور سب کو ثابت کرنا ہے اِن میں سے اگر کسی کا بھی انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الحاد ہو گا (نعوذ باللہ)۔

پھر وہ گھر کی مثال دیتے ہیں شیخ صاحب جو میں نے پہلے بیان کی کہ اس طریقے سے یہ ہو جاتا ہے۔

4- چوتھی قسم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد جو ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر ایمان تو ہے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو ثابت کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو ثابت کرتے ہیں ایمان نہیں کیونکہ ایمان کا لفظ اہل سنت والجماعت کے لیے صحیح ہے باقی جو ہیں وہ ثابت کرتے ہیں لیکن کیونکہ ایمان ہوتا نہیں ہے اس لیے لفظ ثابت ہوتا ہے)۔

یہ چوتھی قسم ہے الحاد کی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں یا چوتھی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کو ثابت کرتے ہیں لیکن مخلوق کے ساتھ تمثیل بیان کرتے ہیں (مثلیت بیان کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ)

دیکھنا مخلوق کے دیکھنے جیسا ہے، اللہ تعالیٰ کا علم مخلوق (ہمارے علم) جیسا ہے، مغفرت ہماری مغفرت جیسی ہے، اور اسی طریقے سے۔ تو یہ الحاد ہے کیونکہ جو بھی واجب ہے ان ناموں پر ایمان رکھنے کا اس سے ہٹ کر یہ اور معنی جو ہے جو باطل معنی ہے اسے ثابت کرتے ہیں جس سے تمثیل یا مثلیت بیان کرنا ہوتا ہے اور یہ باطل ہے۔

5- پانچویں قسم الحاد کی اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کہ معبودات کے لیے مخلوقات کے لیے ان ناموں کو بیان کیا جائے یا اُن میں سے معبودات کا نام رکھا جائے جیسا کہ کسی معبود کو اِلہ کہا جائے یہ الحاد ہے، یا اس میں سے معبودات میں کوئی نام نکالا جائے جیسا کہ اللات ''اِلہ'' سے لیا گیا ہے۔ لفظ اللات کہاں سے آیا ہے؟ اِلہ سے اور اللات کی عبادت کی گئی ہے لیکن لفظ اِلہ سے لیا گیا ہے۔ العزیٰ ''عزیز'' سے لیا گیا ہے۔ العزیٰ باطل معبود تھا بُت تھا مشرکین کے زمانے میں لیکن یہ کہاں سے لیا گیا؟ اللہ تعالیٰ کے نام العزیز سے لیا گیا۔ اور مناۃ ''منّان'' سے لیا گیا (سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں جو ہیں یہ الحاد ہیں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں، واجب یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص نام ہیں اسی حد تک اُن کو رکھنا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اُن میں زیادتی نہیں کرنی اور جو حد ہے اس سے تجاوز نہیں کیا جاتا (معبودات کے لیے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے لے کر نام رکھنا یہ الحاد ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں)۔

اس لیے یہ کہنا کہ جو باطل معبودات ہیں اُن کو پکارنا کہ براہما کو پکارے کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ وہ چار سَر اور چار ہاتھ آپ کے ذہن میں نہ آئیں یہ باتیں کہاں سے آئیں؟! دیکھیں میں نے کہا ہے کہ بنیادی علم میں کمزوری ہے (جس نے اصولی علم اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے باب میں حاصل کیا ہے تو وہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا کبھی) کیونکہ وہ ایک جزء جانتا ہے اور اکثر جو چیزیں ہیں حقیقت وہ جانتا نہیں ہے وہ اصول نہیں جانتا ہے۔

دیکھیں براہما ایک معبود ہے ایک بُت ہے جو معروف ہے اور یہ نام جو ہے اگرچہ اس کا معنی خالق کا ہے پیدا کرنے کا ہے سنسکرت میں یا ہندی زبان میں لیکن ایک بُت کا نام لے چکا ہے (اب یہاں پر ترجمہ نہیں ہوتا ایک بُت ہو چکا ہے) جس کی عبادت کی جاتی ہے اگر جتنا آپ ذہن سے وہ چار سَر والا چار ہاتھ والا کو نکال دیں لیکن نام ہو چکا ہے۔ جب بھی اپ

کہتے ہیں کہ براہما میری مدد فرما تو آپ کس کو اللہ کو پکار رہے ہوتے ہیں؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ یہ نام خاص ہو چکا ہے ایک باطل معبود کا اور یہ بھی الحاد ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں۔

یہ کہنا کہ اے خالق میری مدد فرما اور براہما میری مدد فرما زمین و آسمان کا فرق ہے کہ نہیں؟! کیسے ممکن ہے؟! خالق اللہ تعالیٰ کا نام ہے کہو یا خالق! اب ہندو اگر اسلام قبول کرتا ہے ہم اسے اجازت دیتے ہیں بھئی کہتے رہو براہما میری مدد فرما کوئی فرق نہیں ہے اس کے اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیا؟! وہ تو اس براہما سے جان چھڑا کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا ہے تاکہ دوبارہ وہ بُت پرستی سے بچ جائے اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں کرتے رہو کوئی حرج نہیں ہے؟! (إنا للہ وإنا إلیہ راجعون)۔

((بہر حال تو یہ بھی الحاد ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں))۔

دوسری قسم ہے اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد اور آیات جمع آیۃ ہے (آیت کی جمع ہے) اور آیت کہتے ہیں کسی چیز کی علامت جو اسے دوسروں سے الگ کر دیتی ہے تمیز کر دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو آیات سے نوازا ہے آیات دے کر بھیجا ہے۔ ان کو معجزات بھی کہا جاتا ہے لیکن معجزات کا لفظ کیونکہ قرآن اور سنت میں نہیں ہے تو نہیں بیان کیا جاتا عام لفظ معجزات کہا جاتا ہے۔

عصا موسیٰ معجزہ ہے (سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا (لاٹھی) معجزہ ہے)، قرآن مجید معجزہ ہے لیکن یہ لفظ آیت ہے لفظ آیت بیان ہوا ہے معجزہ نہیں۔

عام زبان میں عربی میں معجزہ کہا جاتا ہے (آگے تفصیل آئے گی کہ دونوں میں فرق کیا ہے) کیونکہ معجزہ شعبدہ بازی جو کرتے ہیں وہ بھی یعنی خوارق سے کام لیتے ہیں کہ جو عقل کو حیران کر دے اور یعنی ایسی چیز ہو جو عادت سے بالکل ہٹ کر ہو تو اسے عام طور پر عام لفظ میں معجزہ کہا جاتا ہے لیکن جو لفظ قرآن اور سنت میں بیان ہوا ہے معجزے کا لفظ بیان نہیں ہوا ہے وہ آیت کا لفظ بیان ہوا ہے۔

وجہ کیا ہے شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیات کا لفظ جو ہے وہ بیان کرنا ہے معجزات کا نہیں:

1- کیونکہ آیات کا لفظ ہی قرآن اور سنت میں موجود ہے۔

2-جو معجزات ہیں وہ کسی جادو گر (ساحر) یا شعبدہ باز سے بھی ہو سکتے ہیں۔

3-تیسری بات یہ ہے تیسری وجہ کہ آیات کے لفظ میں جو معنی مقصود ہے اس کی دلالت موجود ہے جو کہ معجزات کے لفظ میں نہیں ہے کیونکہ جو آیات ہیں وہ علامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف دلالت کرتی ہیں اور خصوصی طور پر اس لیے یہ لفظ بیان کیا گیا ہے۔

معجزے میں اللہ تعالیٰ کی طرف دلالت نہیں ہے لیکن آیت میں کیونکہ علامت ہے جو کسی اور چیز سے الگ تمیز کر دیتی ہے الگ کر دیتی ہے تو جتنی بھی آیات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دلالت کرتی ہیں اس لیے لفظ آیات جو ہے وہی صحیح لفظ ہے بیان کرنے کے لیے۔

اور جو آیات ہیں ان کی دو قسمیں ہیں (۱) یا تو آیات کونیہ ہیں۔ (۲) یا آیات شرعیہ ہیں۔

آیات کونیہ وہ ہیں جن کا تعلق خلق اور تکوین سے ہے (خلق اور مخلوقات سے ہے) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ﴾ (اللہ تعالیٰ کی آیات میں رات ہے دن ہے سورج اور چاند ہے) (فصلت: 37)۔

اسی طریقے سے سورۃ الروم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ﴾ (الروم: 20)، ہماری خلق مٹی سے ہوئی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ہے۔

اور اسی طریقے سے سورۃ الروم آیت نمبر 22 سے 25 تک اور آگے کی آیات تک ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾﴾ إلى آخر الآيات۔

سورۃ الروم میں بہت ساری آیات میں ان آیات کا ذکر ہے جنہیں کہتے ہیں آیات کونیہ۔ سورج ہے چاند ہے، دن ہے رات ہے، آسمان ہے زمین ہے، جتنی بھی یعنی مخلوقات ہیں سب اللہ تعالیٰ کی طرف دلالت کرتی ہیں کہ ان کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے (سبحان اللہ)۔

تو یہ آیات کونیہ ہیں انہیں کونیہ قدریہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کیوں آیت کہا گیا ہے؟ کیونکہ مخلوقات میں سے کوئی بھی طاقت نہیں رکھتا ان چیزوں کو پیدا کرنے کی۔

آسمان کون پیدا کر سکتا ہے اللہ کے سوا کوئی پیدا کر سکتا ہے؟ اس لیے آیت ہے، دلالت اللہ کی طرف ہے کہ پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کوئی اور نہیں کر سکتا (اس لیے آیات کہا جاتا ہے)۔ سورج چاند، زمین آسمان، یہ پہاڑ، یہ جتنی بھی مخلوقات ہیں صرف اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اس لیے دلالت کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف۔

اور ان میں الحاد کیسے کیا جاتا ہے (ان آیات میں)؟ کہ ان کی نسبت غیر اللہ کی طرف کی جائے استقلالاً الگ سے کہ صرف فلان نے یہ پیدا کیا ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے یا مشارکتاً کہ حصہ ہے، یا اعانتاً مدد کی ہے۔

تین طریقے ہیں الحاد کے آیات کونیہ میں الحاد کی تین قسمیں ہیں۔ آیات کیوں کہا جاتا ہے آیات کونیہ کو؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے کوئی اور پیدا کر نہیں سکتا، دلالت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتی ہیں۔ الحاد کیسے ہوگا:

۱- کہ غیر اللہ کے لیے ان آیات کو منسوب کرنا استقلالاً (الگ سے)، فلان بُت جو ہے اس نے سورج کو پیدا کیا ہے یا سورج کو پیدا کر سکتا ہے، یا اولاد دے سکتا ہے (اولاد کون دیتا ہے؟)، فلان بزرگ اولاد دیتا ہے تو یہ استقلالاً ہے۔

آسمان کو فلان بزرگ نے اٹھایا ہوا ہے نہیں ہے تو پھر آسمان زمین پر گر جاتا یہ کیا ہے؟ استقلاً ہے۔

۲- مشارکتاً دوسری قسم کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا تو کیا ہے لیکن فلان کا بھی حصہ ہے مشارکت ہے یہ بھی الحاد ہے۔

۳- تیسرا کہ پیدا تو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے لیکن فلان کی مدد بھی موجود ہے (کچھ اعانت ہے کچھ مدد ہے)۔

حصے داری کیا ہے؟ کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے کچھ اس کا حصہ بھی ہے۔ اعانت کیا ہے؟ پیدا اللہ تعالیٰ نے کیا ہے پورا لیکن کسی اور کی مدد بھی ہے (کسی بُت کی کسی ولی کی، کسی پتھر کی یا درند کی یا پرند کی، یا فرشتے کی کسی کی بھی)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں وہ یہ کہتا ہے کہ یہ فلان ولی کی طرف سے ہے یا فلان نبی کی طرف سے ہے، یا فلان نے مشارکت کی ہے یا فلان نبی نے یا ولی نے مشارکت کی ہے، یا اعانت کی ہے (مدد کی ہے) ان سب کی نفی دیکھیں اللہ تعالی نے کیسے فرمائی ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارو ان کو جن کی تم نے اللہ تعالی کے سوا عبادت کی ہے اور پکارا ہے) ﴿لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ﴾ (نہیں مالک ایک ذرّے برابر چیز کے آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں) ﴿وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ﴾ (اس میں ان کی کوئی شراکت بھی نہیں ہے) ﴿وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ﴾ (اور نہ ہی اُن میں سے کسی نے مدد کی ہے) (سبأ:22)۔

ان تینوں کی نفی ہے کہ نہیں؟ نفی کیوں ہے؟ کیونکہ الحاد لازم آتا ہے اللہ تعالی کی آیات کو نیہ میں اور ان تین قسموں میں لوگوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں (سورۃ سبا آیت نمبر 22 میں) ان تمام چیزوں کی نفی کر دی ہے اور جو بھی مشرکین اپنے باطل معبودات کے لیے عقیدہ رکھتے تھے ان سب کی یعنی نفی کر کے سدّباب کر دیا ہے۔

۴- پھر اس کے بعد (سبحان اللہ) سورۃ سبا آیت نمبر 23 میں اس چوتھی چیز کو بھی لے کر آئے ہیں یعنی اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾۔

جب مشرکین کا یعنی یہ عقیدہ تھا اگر وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہم یہ مان لیتے ہیں کہ ان بُتوں نے نہ تو پیدا کیا ہے نہ ان کی مشارکت ہے نہ معاونت ہے لیکن شفاعت تو کریں گے نا اللہ تعالی نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ﴾ (نہیں نفع دے گی شفاعت کوئی فائدہ دے گی اللہ تعالی کے ہاں مگر جس کو اللہ تعالی نے اجازت دی ہو) "فقطع كل سبب يتعلق به المشركون" (ہر سبب کو اللہ تعالی نے قطع کر دیا قطعی طور پر ختم کر دیا جس سے ان مشرکین کا دل جڑا ہوا تھا یا وہ کبھی بھی بہانہ بنا کر کوئی بات کر سکتے)۔

ان سب کا خاتمہ ہوا کہ نہ ہوا؟ استقلالاً (الگ سے) کوئی نہیں پیدا کر سکتا۔ مشارکت (حصہ) کسی کا نہیں ہو سکتا۔ مدد (اعانت) اللہ تعالیٰ کی نہ کسی نے کی نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت ہے وہ غنی ہے جل ّشانہ سبحانہ وتعالیٰ۔

اچھا شفاعت تو کریں گے نا؟ جب ان تینوں سے عاجز آئے شفاعت کی بات کی اس کی نفی کر دی ہے۔ نفی کیسے کی ہے؟ شفاعت اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے نہ تو معبودات کی مرضی ہو گی اور نہ وہ جو اُن کو معبود بناتے ہیں اُن کی مرضی ہو گی (سبحان اللہ)۔

یہ ہیں آیات کونیہ میں الحاد کی چند مثالیں اور چند صورتیں۔

دوسری قسم کی آیات آیات شرعیہ ہیں جو اصل موضوع ہے ہمارا (سبحان اللہ) اور آیات شرعیہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول (علیہم الصلاۃ والسلام) وحی لے کر آئے ہیں جیسے قرآن مجید ہے قرآن مجید بھی آیت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾(البقرۃ:252)۔

﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ﴾(یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں) ﴿نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ﴾(ہم تلاوت کرتے ہیں آپ پر اے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ﴿بِالْحَقِّ﴾(حق کے ساتھ) ﴿وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (اور بے شک آپ مرسلین میں سے ہیں)۔

اور سورۃ العنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝﴾(العنکبوت:50-51)۔

جب مشرکین نے مطالبہ کیا ہے کہ آیات کیوں نہیں ہیں آیات ہوتیں تو ہم مان لیتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ﴾ (کیا ان کو کافی نہیں ہے) ﴿اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ﴾(کہ کتاب ہم نے نازل کی ہے آیت کافی نہیں ہے کیا؟ (کیونکہ قرآن مجید بھی آیت ہے اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے))۔

الحاد کیسے ہوتا ہے اللہ کی شرعی آیات میں:

1-تکذیب سے (جھٹلانے سے)۔

2-تحریف سے۔

3-مخالفت سے۔

اس کی بھی تین قسمیں ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات شرعیہ میں الحاد کیسے ہوتا ہے: (۱) جھٹلانے سے (تکذیب سے) چاہے کلی ہو یا جزوی ہو تکذیب تکذیب ہی ہے۔ (۲) دوسری بات ہے تحریف۔ (۳) اور تیسری ہے مخالفت۔

تکذیب کی مثال کہ کوئی شخص یہ کہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نہیں ہم نہیں مانتے تو جڑ سے ہی انکار کر دیتے ہیں تکذیب کر دیتے ہیں جھٹلا دیتے ہیں۔

یا جو جزوی تکذیب ہے وہ یہ اصل تو مان لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے لیکن جو خبر ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر کہ قرآن مجید کو تو مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا کلام ہے لیکن جو اصحاب الکھف کا قصہ ہے کہتے ہیں صحیح نہیں ہے قصہ ہم نہیں مانتے، یا اصحاب الفیل کا قصہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے کہ ابابیل پرندے جو ہیں نا وہ آئے ہی نہیں تھے وہ کیسے ہاتھیوں کو مار سکتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

تو یہ کیا ہے؟ یہ بھی تکذیب ہے یہ بھی الحاد ہے اللہ تعالیٰ کی آیات شرعیہ میں۔ قرآن مجید کو تو مان لیا ہے لیکن تکذیب کس چیز کی کی ہے؟ کسی بقرۃ کے قصے کی کی ہے مثال کے طور پر گائے کا قصہ جو ہے کہ کیسے گائے کو کاٹ ڈالا ہے پھر میت کے جسم پر مارا ہے پھر وہ بول پڑا ہے تو کیسے ممکن ہے؟! یہ بھی الحاد ہے یہ بھی تکذیب میں سے ہے۔

تحریف کے تعلق سے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ لفظ میں تبدیلی کرنی ہے یا معنی میں تبدیلی کرنی ہے، جو بھی مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سے ہٹ کر کوئی اور معنی بیان کرنا ہے۔ مثال کے طور پر جو تحریف ہے لفظ کی کہ ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰہٰ:5) ”استولی“ جیسے معتزلہ نے کیا ہے۔ یا جیسے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری پہر میں السماء الدنیا (جو دنیا کا آسمان ہے) اس پر نازل ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے، کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود نازل نہیں ہوتا۔ یہ کیا ہے؟ یہ تحریف ہے۔

اور جو تیسری قسم الحاد کی اللہ تعالیٰ کی جو آیات شرعیہ ہیں کہ مخالفت کرنی ہے، مخالفت یا تو ”فبترك الأوامر أو فعل النواهي“۔ مخالفت دو طریقے سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی آیات شرعیہ میں کہ یا تو جو حکم دیا گیا ہے اس کو چھوڑنے سے۔ ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ﴾ (البقرۃ:43) نماز نہیں پڑھتے یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی آیات شرعیہ میں الحاد ہے۔

یا جس سے منع کیا گیا ہے اس کو کرتے ہیں۔ شراب سے منع کیا گیا ہے، زناکاری سے منع کیا گیا ہے، بدکاری سے منع کیا گیا ہے لیکن شراب پیتے ہیں بدکاریاں کرتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہ بھی الحاد ہے اللہ تعالیٰ آیات شرعیہ میں۔

سورۃ الحج آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾۔ تو اس میں جتنی بھی نافرمانیاں ہیں وہ الحاد ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات شرعیہ میں کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہے معصیت کرتا ہے تو جتنی بھی آیات ہیں قرآن مجید کی جو معاصی سے روکتی ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے۔

تو اس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی جو آیات شرعیہ ہیں یہ اُن میں الحاد ہو جاتا ہے اور ہمارے اوپر واجب یہ ہے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) کہ اللہ تعالیٰ کا جو بھی حکم ہے اس کی تعمیل کرنی ہے اور جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے اس سے رُک جانا ہے اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو پھر اس سے الحاد واقع ہوتا ہے اور الحاد ان آیات شرعیہ میں ہو جاتا ہے (نعوذ باللہ)۔

اتنا کافی ہے آج کے درس میں اگلے درس میں ان شاء اللہ اگلے جو جملے ہیں ”ولا يكيفون ولا يمثلون صفاته بصفات خلقه“ یہاں سے شروع کریں گے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (17.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔